امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کے ترجمہ قرآن کی مناسبت سے اشاعت خاص

انوارِ کنز الایمان

مرتبین

ڈاکٹر امجد رضا امجد انڈیا

ملک محبوب الرسول قادری پاکستان

انٹرنیشنل غوثیہ فورم

0321,0300 9429027 E-mail:mahmoobqadri787@gmail.com

حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی رحمۃ اللہ علیہ (مدفون: لاہور)

حضرت قائد اہل سنت شیخ الاسلام مولانا الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ (مدفون: کراچی)

غازی اسلام جانثار پاکستان ملک عبدالرسول قادری رحمۃ اللہ علیہ (مدفون: جوہر آباد)

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کے ترجمۂ قرآن کی مناسبت سے

اشاعت خاص

انوارِ کنز الایمان

ڈاکٹر امجد رضا امجد (انڈیا)

ملک محبوب الرسول قادری (پاکستان)

انٹرنیشنل غوثیہ فورم

انوار رضا لائبریری 198/4 جوہر آباد (41200) پنجاب، پاکستان

0092-300/321-9429027

mahboobqadri787@gmail.com

لان السراج یسھل اقتباس الانوار منه و ھو ﷺ
یقتبس منه الانوار الحسیه و المعنویه.

یعنی احتمال ہے کہ سراج سے مراد آفتاب ہو اور یہ ظاہر ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد چراغ ہو۔ اس وقت یہ کہا جائیگا کہ سراج سے تشبیہ دی اور آفتاب سے نہ دی، حالانکہ اس کا نور اتم ہے۔ اس لئے کہ چراغ سے انوار لینا آسان ہے اور حضور ﷺ سے انوار حسی و معنوی لئے جاتے ہیں۔ علامہ علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں۔ ترجمہ:۔ یعنی چمکتا آفتاب اس میں یہ عظیم تنبیہ ہے کہ سورج انوار حسیہ میں سب سے بلند ہے اور تمام اس سے مستفیض ہیں۔ اسی طرح نبی علیہ السلام سب انوار معنویہ سے افضل ہیں اور باقی ان سے مستفید ہیں۔ اسی وجہ سے کہ حضور ﷺ کل کا واسطہ اور دائرہ کائنات کے مرکز ہونے کا حکم رکھتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث اول ماخلق الله نوری (اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا) سے مستفاد ہے۔ شفا و مطالع المسرات میں کعب و احبار و سعید بن جبیر و سہل بن عبداللہ تستری سے مروی کہ مثل نورہ الخ میں نور سے مراد حضور ﷺ ہیں

واللفظ للمطالع قال کعب و ابن جبیر وسهل بن
عبدالله المراد بالنور الثانی هو محمد ﷺ فقوله
تعالیٰ مثل نوره ای نور محمد ﷺ و حقیقة النور هوا
الظاهر بنفسه المظهر لغیره.

یعنی اللہ کے قول مثل نورہ کا معنی محمد ﷺ کے نور کی مثال.....الخ اور نور کی حقیقت یہ ہے کہ خود ظاہر ہو اور دوسرے کو ظاہر کرے۔ اسی مطالع المسرات میں ہے ترجمہ یعنی حضور ﷺ کے رہی ہے تمام انوار خواہ آپ کی صورت ظاہرے سابق ہوں یا اس سے لاحق ہوں، لئے گئے بغیر مانع و بے حجاب و بے کلفت اور جتنا بھی حضور ﷺ سے نور اقتباس کیا جائے وہ نور کچھ نہیں گھٹتا اور آپ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی حضور کے نور سے استمداد ناپید نہ ہوئی بلکہ وہ تو ہر سابق و لاحق میں فضل کے چراغ ہیں۔ تو ہر ضیا ان کی ضیا سے صادر ہوتی ہے۔ نیز شرح شفا ملا علی قاری میں ہے۔

انکشف به الحقائق الالٰهیة والاسرار الاحدیه والا ستا رالصمدیه و به اشرقت الکائنات و خرجت عن حیز الظلمات۔ یعنی حضور کے دم سے حقائق الٰہیہ و اسرار ربانیہ و رموز صمدانیہ ظاہر ہوئے ہیں اور انہیں کے نور سے کائنات روشن ہوئی اور عدم کی ظلمتوں سے نکلی۔

ناظرین کرام دیکھیں کہ یہ عبارات علماء کرام صاف صاف کہہ رہی ہیں کہ کائنات کا ذرہ

ذرہ حضور ﷺ کی جلوہ گاہ ہے۔ اسی لئے علماء نے فرمایا کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرے میں ساری و جاری ہے اور اس کی ادنیٰ مثال محسوسات میں آفتاب ہے کہ وہ تمام اجرام نیرہ میں اعلیٰ اور چاند ستارے سب اسی سے روشن ہوتے ہیں۔ سب میں اسی کا نور جاری ہے۔ اور اسی کی روشنی متعدد جگہ بیک وقت حاضر ہو جاتی ہے۔ پھر اس ذات مقدسہ کے حاضر و ناظر ہونے میں کیسے شک ہو سکتا ہے۔ جس کے نور معنوی سے نہ صرف سورج بلکہ کائنات ظاہر ہوئی۔ کیا ان بصیرت کے اندھوں کے نزدیک محمد رسول اللہ ﷺ سورج سے بھی کم ہیں یا سورج ان کے نزدیک خدا ہے۔ والعیاذ باللہ العلی العظیم۔ بھلا جس کے نور سے کائنات پیدا ہوا اور جس کا نور سارے جہاں میں جلوہ گر ہوا سے روح کائنات کے سوا اور کیا کہا جائے اسی لئے تو اس کے اسماء طیبہ میں "روح الحق" وارد ہوا۔ اس پر امام علام محمد بن مہدی بن احمد بن علی یوسف فاسی کا کلام سننے کے قابل ہے

وروحه ﷺ هو انسان عین الارواح وابو ها واس
وجودها و اول صادر عن الله عزوجل و ایضا هو ﷺ
روح الله الموضوع فی الوجود الذی لوبه قوامه
وثباته ولو لا ه لا ضمحل و ذهب.

یعنی حضور ﷺ کی روح تمام روحوں کی آنکھ تپلی اور ان کی اصل اور ان کے وجود کی بنیاد اور اللہ کی پہلی مخلوق ہے۔ نیز حضور علیہ السلام اللہ کی روح ہیں جو وجود میں وضع کی گئی ہے۔ جس سے اس کی بقا ہے۔ اگر حضور نہ ہوں تو تو عالم فنا ہو جائے۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

بھلا جب وہ کائنات کی روح ٹھہرے اور قالب کی زندگی کے لئے روح کا تن میں حاضر و ناضر وری تو لامحالہ وہ ضرور حاضر و ناظر ہیں۔ بلکہ افراد ممکنات میں ان کی حقیقت جاری و ساری ہے جیسا کہ عنقریب شیخ محقق کی شہادت اس پر گذرے گی۔ تو اب کوئی پاگل ہی کہے گا کہ مرے جسم میں میری جان نہیں۔ علماء کرام شارع علیہ السلام کے امین ہیں۔ میزان شعرانی میں ہے۔ العلماء امنا الشارع اور پر ظاہر کہ ان ارشادات میں رائے کو دخل نہیں۔ تو لاجرم یہ ارشادات، اقوال صحابہ کا مفاد ہوئے۔ اور اصول حدیث میں مقرر ہوا کہ صحابی کا وہ قول جس میں رائے کو دخل نہ ہو وہ حدیث مرفوع (حدیث رسول) کے حکم میں ہے۔ اب ایک صحابی جلیل کی تصریح بھی سنتے چلئے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب عم رسول اللہ علیہ السلام نے حضور کی مدح میں آپ کے سامنے یہ

اشعار پڑھے۔

من قبلها طبت فی الظلال   وفی مستودع حیث یخصف الورق
ثم هبطت البلاد لا بشر   انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد   الجم نسرا واهله الغرق
تنقل من صالب الی رحم   اذا مضی عالم بدا طبق
وانت لما ولدت اشرقت   الارض ونارت بنورك الافق
فنحن فی ذلك الضیاء   وفی النور وفی سبل الرشاد نخترق

یعنی حضور آپ دنیا سے پہلے جنت کے سایوں میں اور صلب آدم میں طیب وطاہر تھے۔ پھر حضور دنیا میں آئے۔ اس وقت حضور نہ بشر تھے۔ نہ مضغہ گوشت نہ جما ہوا خون، بلکہ صلب نوح علیہ السلام میں نطفہ تھے جو کشتی میں ان کے ساتھ سوار ہوا جبکہ نسر صنم اور اس کے پجاریوں کو طوفان نے گھیر لیا تھا۔ حضور آپ منتقل ہوتے رہے صلب سے رحم میں۔ جب ایک نسل گذرتی تو دوسری ظاہر ہوتی اور جب آپ پیدا ہوئے زمین آپ کے نور سے جگمگا اٹھی اور آسمان منور ہو گئے تو ہم اسی ضیاء اور اسی نور اور رشد و ہدایت کے رستے میں داخل ہو رہے ہیں۔

یہ ارشاد دو وجہ سے حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ ایک تو یہی کہ اس میں رائے اکو دخل نہیں اور صحابی کا ایسا قول حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ اشعار حضور کے سامنے حضور کی اجازت سے پڑھے گئے۔ شرح شفا میں ہے ترجمہ یعنی حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان شعروں کو ابو بکر شافعی اور طبرانی نے روایت کیا خزیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی، تو میں ان کے حضور میں آیا جب حضور علیہ السلام تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ میں اسلام لایا اور میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سنا "یارسول اللہ میں حضور کی مدح سرائی کو اجازت چاہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہو اللہ تمہارے منہ کو سلامت رکھے۔ معلوم ہوا کہ یہ اشعار حضور علیہ السلام کے سامنے پڑھے گئے اور جو قول و فعل حضور کے عہد مبارک میں ہو پھر حضور اسے مقرر رکھیں وہ محدثین کے نزدیک حضور علیہ السلام کی حدیث قرار پاتا ہے کما صرح وابه فی اصول الحدیث تو لاجرم یہ ارشاد عباسی حدیث نبوی ہوا جس سے صاف معلوم ہوا کہ وہی نور دنیا سے پہلے جنت میں تھا پھر اسی نور کا لمعہ اپنے آباء کرام و امہات عظام کے اصلاب اور ارحام میں چمکا اور اسی نور کے جلوؤں نے آسمان و زمین کو جگمگایا۔ بحمدہ تعالیٰ اب تو حضور علیہ السلام کی حدیث تقریر ہی سے ثابت ہو گیا کہ

سرکار اپنی روحانیت سے حاضر و ناظر اور اپنی نورانیت سے ہر شے میں جلوہ گر ہیں۔ آں جناب تو امام احمد رضا کو خیانت کا الزام دیتے تھے۔ اب بتائیں یہ دریدہ دہنی کہاں تک پہنچی، مگر کوئی عجب نہیں کہ آپ کے امام کا شرک بھی آپ کے الزام کی طرح خدا اور رسول کو بھی نہیں چھوڑتا۔ چنانچہ ہم اس کی مثالیں دے چکے ہیں۔ جی آپ کہاں ہیں۔ حضور کی روحانیت مقدسہ تو اس مقام کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہے جسے شیخ محقق مدارج النبوۃ میں فرمایا۔

وانشراح صدر مقامیست عالی که بتمامه و کمال جز در ذات بابرکات آں حضرت سید السادت علیه افضل الصلوة واکمل التحیات وجود و ثبوت ندارد و کمل اولیارا نیز ارباب تمکین بقدر ادراك به شرف متابعت وے نصیبه ازاں حاصل است و ازینجا گفته اند که الصوفی کائن بائن نه از فرق در جمع ایشاں خللے چنانکه محجوباں را باشد و نه جمع را بروفرق غلبه چنانکه مجذوباں را بود،

یعنی شرح صدر وہ مقام عالی ہے کہ یہ تمام و کمال حضور ہی کی ذات میں موجود ہے اور اولیاء کاملین ارباب تمکین کو بھی حضور کے شرف پیروی سے اس مرتبہ سے بہرہ حاصل ہے۔ اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ صوفی شامل بہ خلق، واصل بہ خالق ہوتا ہے نہ ان کے شمول سے ان کے وصول میں خلل ہو جیسا کہ محروموں کے لئے ہوتا ہے نہ وصول کو شمول پر غلبہ جیسا کہ مجذوبوں کے لئے ہوتا ہے۔

دیکھو کیسا صاف ارشاد ہے کہ سرکار بوجہ اتم و اکمل بارگاہ الٰہی میں حضور سے موصوف ہیں اور حضور کی روح پاک مخلوق میں بھی حاضر ہے۔ ہم اس قول کی تائید میں شفا سے حدیث ذکر کریں۔

و عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی ﷺ کانت روحه نورا بین یدے الله تعالی قبل ان یخلق آدم بالفی عام یسبح ذلك النور و تسبح الملئکه بتسبیحه. الخ

یعنی حضرت ابن عباس سے مروی کہ حضور علیہ السلام کی روح اللہ کے حضرت قربت میں اور ابھی آدم کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے یہ نور تسبیح کرتا اور ملئکہ اس کے ساتھ تسبیح کرتے۔

اسی لئے تو حضور ﷺ کو امام حضرۃ اللہ کہا گیا۔ عارف جزولی نے دلائل الخیرات میں فرمایا امام حضرتک یعنی درود بھیج اے اللہ اپنی بارگاہ کے امام پر۔ اس پر علامہ فاسی مطالع المسرات میں فرماتے ہیں: